صریح السنة

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ و شرح: حافظ فیضان فیصل　　تحقیق و تخریج: محمد ارشد کمال

فَصْلٌ: فِي الْقُرْآنِ وَأَنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ:

(١٢) فَأَوَّلُ مَا نَبْدَأُ بِالْقَوْلِ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَنَا: الْقُرْآنُ [أَنَّهُ] كَلامُ اللَّهِ وَتَنْزِيلُهُ؛ إِذْ كَانَ مِنْ مَعَانِي تَوْحِيدِهِ، فَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي ذَلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهُ: كَلامُ اللَّهِ (عَزَّوَجَلَّ) غَيْرُ مَخْلُوقٍ كَيْفَ كُتِبَ وَحَيْثُ تُلِيَ وَفِي أَيِّ مَوْضِعٍ قُرِئَ، فِي السَّمَاءِ وُجِدَ، وَفِي الْأَرْضِ حُفِظَ، فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ كَانَ مَكْتُوبًا، وَفِي أَلْوَاحِ صِبْيَانِ الْكَتَاتِيبِ مَرْسُومًا، فِي حَجَرٍ نُقِشَ، أَوْ فِي وَرَقٍ خُطَّ، أَوْ فِي الْقَلْبِ حُفِظَ، أَوْ بِلِسَانٍ لُفِظَ، فَمَنْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ أَو دَعَا أَنَّ قُرْآنًا فِي الْأَرْضِ أَوِ السَّمَاءِ سِوَى الْقُرْآنِ الَّذِي نَتْلُوهُ بِأَلْسِنَتِنَا، وَنَكْتُبُهُ فِي مَصَاحِفِنَا، أَوِ اعْتَقَدَ غَيْرَ ذَلِكَ بِقَلْبِهِ، أَوْ أَضْمَرَهُ فِي نَفْسِهِ وَقَالَهُ بِلِسَانِهِ دَائِنًا؛ فَهُوَ بِاللَّهِ كَافِرٌ، حَلالُ الدَّمِ، بَرِيءٌ مِنَ اللَّهِ، وَاللَّهُ مِنْهُ بَرِيءٌ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ﴾ [البروج: ٢١، ٢٢]، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَوْلُهُ الْحَقُّ: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ﴾ [التوبة: ٦]. فَأَخْبَرَ، جَلَّ ثَنَاؤُهُ، أَنَّهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ مَكْتُوبٌ، وَأَنَّهُ مِنْ لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَسْمُوعٌ، وَهُوَ قُرْآنٌ وَاحِدٌ مِنْ لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ مَسْمُوعٌ، فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ

مَكْتُوبٌ، وَكَذَلِكَ هُوَ فِي الصُّدُورِ مَحْفُوظٌ، وَبِأَلْسُنِ الشُّيُوخِ وَالشَّبَابِ مَتْلُوٌّ.

ترجمہ:

"فصل: قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا بیان"

(۱۲) اس سلسلے میں ہم اپنے موقف کی ابتداء اس بات سے کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قرآن اللہ عزوجل کا کلام اور اُس کی طرف سے نازل شدہ ہے کہ یہ بات اُس کی توحید کے معانی میں سے ہے۔ چنانچہ ہمارے نزدیک درست بات یہ ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے؛ جیسے بھی لکھا جائے، جب بھی تلاوت کیا جائے، اور جہاں بھی پڑھا جائے، آسمان پر پایا گیا یا زمین پر حفظ کیا گیا، لوحِ محفوظ میں لکھا ہو تب بھی اور چھوٹے بچوں کی تختیوں پر لکھا ہو تب بھی، پتھر پر نقش ہو یا کاغذ پر تحریر ہو، دل میں محفوظ ہو یا زبان سے ادا ہو (ہر حال میں وہ اللہ کا کلام ہے)۔ جو اس کے علاوہ کوئی بات کرے، یا کہے کہ زمین یا آسمان پر جو قرآن ہے وہ اور ہے، اور جسے ہم اپنی زبانوں سے تلاوت کرتے ہیں، اور اپنے مصاحف میں لکھتے ہیں، وہ اور ہے، یا اس کے علاوہ کوئی عقیدہ رکھے، یا دل میں کچھ اور ہو مگر زبان سے اسی عقیدے کا اظہار کرے، تو وہ اللہ کا انکار کرنے والا ہے، اس کا خون حلال ہے، وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ اس سے بری ہے کیونکہ اللہ عز وجل فرماتے ہیں: "بلکہ یہ ہے ہی بڑی شان والا، لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا)۔" (البروج: ۲۱،۲۲) اور اللہ عزوجل نے فرمایا۔ اور اس کا فرمان ہی برحق ہے: "اور اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دیں، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔" (التوبہ: ۶)

پس اللہ عز وجل نے خبر دی ہے کہ یہی قرآن ہے جو لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے، اور محمد ﷺ کی زبان سے سنا گیا ہے۔ اور یہ ایک ہی قرآن ہے جو محمد ﷺ نے پڑھ کر سنایا ہے، اور لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے، اور یہی قرآن ہے جو سینوں میں محفوظ ہوتا ہے، اور بوڑھوں اور جوانوں کی زبانوں سے ادا ہوتا ہے۔''

شرح:

❁ فَأَوَّلُ مَا نَبْدَأُ بِالْقَوْلِ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَنَا..................

امام صاحب رحمہ اللہ نے قرآن مجید کے مسئلے میں اپنے عقیدہ کی ابتداء اس بات سے کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر قرآن و سنت کے بہت سے دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ﴾

(التوبة: 6)

''اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دیں، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔''

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ (م ۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں: "وفي هذا حجة صريحة لمذهب أهل السنة والجماعة، القائلين بأن القرآن كلام الله غير مخلوق" ''یہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کی صریح دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔'' (تيسير الكريم الرحمن، ص: 329)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ﴾

(الاعراف: 158)

''پس تم اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ، جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے۔''

امام ابوبکر الآجری رحمہ اللہ (م۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ "کلماته" سے مراد قرآن ہے۔

(الشريعة : 490/1)

امامِ لغت ابومنصور الأزہری رحمہ اللہ (م۳۷۰ھ) فرماتے ہیں: "والقرآنُ كَلَامُ الله، وكَلِمُ الله، وكَلِمَاتُ الله، وكلمةُ اللّهِ۔" قرآن مجید کے لیے كلام الله، كلم الله، كلمات الله اور كلمة الله؛ سب الفاظ وارد ہوئے ہیں۔"

(تهذيب اللغة : 147/10)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہتے تھے: ((أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ، فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي)) "ہے کوئی جو مجھے اپنی قوم میں لے چلے، کیونکہ قریش نے مجھے اپنے رب کے کلام کی تبلیغ سے روک دیا ہے۔" (سنن أبي داود: 4734، سنن الترمذي : 2925)

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "تَقَرَّبْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى مَا اسْتَطَعْتَ، وَاعْلَمْ أَنَّكَ لَسْتَ تَتَقَرَّبُ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ هُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ كَلَامِهِ" "جس طرح ہو سکے اللہ کا قرب حاصل کرو، اور جان لو کہ اللہ کے کلام سے بڑھ کر اللہ کا قرب دلانے والی کوئی اور چیز نہیں ہے۔" (المصنف لابن ابي شيبة : ۳۰۷۲۲، المستدرك للحاكم : ۲/ ٤٤١ـ فضائل القرآن لأبی عبید : 77 وسنده صحيح)

قوام السنۃ اسماعیل الأصبہانی رحمہ اللہ (م۵۳۵ھ) فرماتے ہیں: "أجمع الْمُسلمُونَ أَن الْقُرْآن كَلَام الله، وَإِذا صَحَّ أَنه كَلَام الله صَحَّ أَنه صفة لله تَعَالَى، وَأَنه عَزَّ وَجَلَّ مَوْصُوف بِهِ" "مسلمانوں کا اجماع ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اور جب یہ اللہ کا کلام ہے تو یہ اللہ کی صفت ہے، اور اللہ عز وجل اس (صفتِ کلام) سے متصف ہیں۔" (الحجة فی بیان المحجة : 203/2)

❁: وَتَنْزِيلُهُ:

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، جو اس نے نبی کریم ﷺ پر نازل کیا ہے۔ "تـنـزیل" نَزَّلَ یُـنَـزِّلُ سے مصدر ہے۔ قرآن مجید میں "أَنْـزَلَ" بھی آیا ہے اور "نَـزَّلَ" بھی۔ کئی اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ "أَنْـزَلَ" کا معنی محض نازل کرنا یا یکبارگی نازل کرنا ہے، اور "نَـزَّلَ" کا معنی تدریجًا اور آہستہ آہستہ نازل کرنا ہے۔ (معجم الفروق اللغوية للعسكري : 79، الكشاف للزمخشري : 336/1)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ﴾ (النساء : 136)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس نے اس سے پہلے نازل کی۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں: "وَقَـوْلُهُ: ﴿وَالْـكِتَـابِ الَّـذِي نَـزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ﴾ يَعْنِي: الْقُرْآنَ ﴿وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزلَ مِنْ قَبْلُ﴾ وَهَذَا جِنْسٌ يَشْـمَـلُ جَـمِيـعَ الْكُتُبِ الْمُتَقَدِّمَةِ، وَقَالَ فِي الْقُرْآنِ: ﴿نَزَّلَ﴾؛ لِأَنَّـهُ نَزَلَ مُفَرَّقًا مُنَجَّمًا عَلَى الْوَقَائِعِ، بِحَسَبِ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْعِبَادُ إِلَيْهِ فِي مَعَادِهِمْ وَمَعَاشِهِمْ، وَأَمَّا الْكُتُبُ الْمُتَقَدِّمَةُ فَكَانَتْ تَنْزِلُ جُمْلَةً وَاحِدَةً؛ وَلِهَذَا قَالَ: ﴿وَالْـكِتَـابِ الَّـذِي أَنـزلَ مِـنْ قَبْـلُ﴾ ''اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی۔'' اس سے مراد قرآن ہے۔ ''اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی۔'' سے مراد تمام سابقہ کتب ہیں۔ قرآن کے متعلق ﴿نَزَّلَ﴾ اس لیے فرمایا کہ وہ مختلف حالات میں لوگوں کی دنیوی و اخروی ضرورت کے مطابق رفتہ رفتہ نازل ہوا ہے، جبکہ سابقہ کتب یکبارگی نازل ہوا کرتی تھیں، اس لیے اُن کے بارے میں ﴿وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزلَ مِنْ قَبْلُ﴾ فرمایا۔

(تفسير القرآن العظيم : 434/2)

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے نازل ہونے کا وہی معنی ہے جو کلامِ عرب میں معروف ہے۔ جبکہ جہمیہ کہتے ہیں کہ اِنزال کا معنی تخلیق ہے، اور کلابیہ کہتے ہیں کہ اِنزال کا معنی فرشتے کو سمجھا دینا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں: "وَهَـذَا الَّذِی قَالُوهُ بَاطِلٌ فِي اللُّغَةِ وَالشَّرْعِ وَالْعَقْل" جہمیہ وکلابیہ کا یہ معنی بیان کرنا لغت، شریعت اور عقل کی رُو سے باطل ہے۔ (مجموع الفتاوی : 247/12)

مزید فرماتے ہیں: "لَيْسَ فِي الْقُرْآن وَلَا فِي السُّنَّةِ لَفْظُ نُزُولٍ إِلَّا وَفِيهِ مَعْنَى النُّزُولِ الْمَعْرُوفِ وَهَذَا هُوَ اللَّائِقُ بِالْقُرْآن فَإِنَّهُ نَزَلَ بِلُغَةِ الْعَرَبِ وَلَا تَعْرِفُ الْعَرَبُ نُزُولًا إِلَّا بِهَذَا الْمَعْنَى وَلَوْ أُرِيدَ غَيْرُ هَذَا الْمَعْنَى لَكَانَ خِطَابًا بِغَيْرِ لُغَتِهَا ثُمَّ هُوَ اسْتِعْمَالُ اللَّفْظِ الْمَعْرُوفِ لَهُ مَعْنًى فِي مَعْنًى آخَرَ بِلَا بَيَانٍ وَهَذَا لَا يَجُوزُ" قرآن وسنت میں جہاں بھی نزول کا لفظ آیا ہے تو وہ اپنے معروف معنوں ہی میں ہے، اور یہی قرآن کے شایانِ شان ہے۔ کیونکہ قرآن مجید لغتِ عرب میں نازل ہوا ہے، اور عرب نزول کا ایک ہی معنی جانتے ہیں۔ اگر اس کے علاوہ کوئی معنی مراد ہے تو یہ عربی زبان میں خطاب نہ ہوا۔ نیز یہ بغیر وضاحت کیے کسی لفظ کو اس کے معروف معنی سے ہٹ کر استعمال کرنا ہے، جو جائز نہیں۔ (أیضًا : 257/12)

❁: إِذْ كَانَ مِنْ مَعَانِي تَوْحِيدِهِ:

قرآن مجید کو اللہ کا کلام ماننا اس کی توحید کے معانی میں سے ہے، یعنی عقیدۂ توحید کا حصہ اور اس کا تقاضا ہے۔ کیونکہ جو بول نہیں سکتا وہ الٰہ نہیں ہوسکتا۔ اور جو سمجھتا ہو کہ اس کا رب بولنے سے قاصر ہے، تو گویا وہ کسی بے جان چیز کی عبادت کر رہا ہے، کیونکہ نہ بولنا جمادات کا وصف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بچھڑے کے جھوٹے معبود ہونے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ﴾ (الاعراف : 148) ''کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ وہ اُن سے بات نہیں کرتا اور نہ انھیں راہ بتلاتا ہے۔''

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وفيها دليل على أن من

أنـكـر كلام الله ، فقد أنكر خصائص إلهية الله تعالى ، لأن الله ذكر أن عـدم الكلام دليل على عدم صلاحية الذى لا يتكلم للإلهية" یہ آیت دلیل ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا انکار کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے خصائص کا انکار کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ کسی کا کلام نہ کرسکنا اُس کے الوہیت کے قابل نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (تيسير الكريم الرحمن : 302)

اسی لیے امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مَـنْ زَعَـمَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَـكَـلَّمُ فَهُوَ يَعْبُدُ الْأَصْنَامَ" جس کا خیال ہے کہ اللہ عز وجل کلام نہیں فرماتا، تو گویا وہ بتوں کی عبادت کرتا ہے۔ (السنة لعبدالله بن أحمد ، قبل فقره: 206)

شیخ محمد محمدی نورستانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "إثبـات أنّ الـقـرآن كـلام الله ، وأنه تـنـزيله ، هذا من معانى توحيده ، لماذا؟ لأنه يرجع إلى تحقيق نوع من أنـواع التـوحيـد ، لأنّ إثبـات أنـه كـلامه هذا فيه إثبات لصفة الكلام ، وإثبـات صـفة الكلام هذا فيه تحقيق لتوحيد الأسماء والصفات ، فمن معانى توحيده إثبات أنّ القرآن كلام الله ، وأنه هو الذى أنزله" قرآن مجید کو اللہ کا کلام اور اُس کی طرف سے نازل شدہ ماننا اس کی توحید کا حصہ ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ یہ مسئلہ توحید کی ایک قسم سے متعلق ہے، قرآن کو اللہ کا کلام ماننے میں صفتِ کلام کا اثبات ہے، اور صفتِ کلام کا اثبات توحید اسماء وصفات کا تقاضا ہے۔ چنانچہ اللہ کی توحید کے معانی میں سے ایک قرآن مجید کو اللہ کا کلام اور اس کی طرف سے نازل شدہ ماننا ہے۔ (شـــــرح صريح السنة - محاضرة مفرغة : 14)

❁: فَالصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي ذَلِكَ عِنْدَنَا أَنَّهُ ....

جس طرح اہل السنۃ کا یہ موقف ہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اسی طرح یہ موقف بھی ہے کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے۔ سلف صالحین نے قرآن مجید کی کئی آیات کو عقیدۂ خلقِ قرآن کے ابطال پر دلیل بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ﴾

(الأعـــراف : 54) ''سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے۔'' امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (م۱۹۸ھ) سے کہا گیا کہ بشر المریسی قرآن مجید کو مخلوق کہتا ہے۔تو آپ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ﴿فالخَلْقُ: مَا خَلَقَ، والأَمْرُ: القُرآنُ﴾ پس مخلوق سے مراد جو کچھ اس نے پیدا کیا، اور حکم سے مراد قرآن مجید۔(الطیوریات لأبی طاھر السلفی : 899 ، الشریعة للآجری : 170 وسنده حسن)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فَأَخْبر بالخلق ثمَّ قَالَ وَالْأَمر فَأَخْبر أَن الْأَمر غير مَخْلُوق" پس اللہ تعالیٰ نے پہلے مخلوق کی خبر دی پھر امر کو الگ ذکر کیا، گویا بتلا دیا کہ امر مخلوق نہیں ہے۔(سیرة الإمام أحمد لابنه صالح : 121)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ ﴾ (الرحمن : 1-3) ''رحمٰن نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا۔''

امام عبدالعزیز الکنانی رحمہ اللہ (م۲۴۰ھ) نے بشر مریسی کے ساتھ مناظرے کے دوران فرمایا: "إن الـله أخبر فی کتابه عن خلق الإنسان فی ثمانیة عشر موضعا ، ما ذکره فی موضع منها إلا أخبر عن خلقه ، وذکر القرآن فی أربعة وخمسین موضعا من کتابه فلم یخبر عن خلقه فی موضع منها ولا أشار إلیه بشیء من صفات الخلق ، ثم جمع بین القرآن والإنسان فی موضع واحد وأخبر عن خلق الإنسان ، ونفی الخلق عن القرآن" اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اٹھارہ مقامات پر انسان کی پیدائش کا ذکر کیا، ہر دفعہ یہی کہا کہ ہم نے اسے پیدا کیا ہے۔اور چوّن (۵۴) جگہ پر قرآن کا ذکر کیا، مگر ایک جگہ بھی نہیں کہا کہ ہم نے اسے پیدا کیا، نہ ہی ایسا کوئی اشارہ دیا۔ پھر جب قرآن اور انسان کو ایک جگہ پر اکٹھا ذکر کیا تو انسان کے لیے تخلیق کا ذکر کیا اور قرآن سے اس کی نفی کر دی۔

(کتاب الحیدة والاعتذار : 85)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ﴾

(آل عمران: 61)" پھر جوشخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے۔"

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أَفَلَيْسَ هُوَ الْقُرْآنُ؟ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ عِلْمَ اللَّهِ وَأَسْمَاءَهُ وَصِفَاتِهِ مَخْلُوقَةٌ فَهُوَ كَافِرٌ لا يُشَكُّ فِي ذَلِكَ" کیا علم سے مراد قرآن نہیں ہے؟ پس جس کا خیال ہے کہ اللہ کا علم اور اسماء وصفات مخلوق ہیں تو وہ کافر ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ (الشريعة للآجری: 170 وسنده صحيح)

اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات و احادیث سے امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ نے استدلال کیا ہے، جنھیں کتبِ عقیدہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

دراصل اہل السنۃ کو یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں تھی کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے، بلکہ کلام اللہ کہہ دینا کافی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں یہ بحث نہیں تھی، کیونکہ اُن کا دور بدعی مقالات سے پاک تھا۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کے متعلق اُن سے جتنے بھی آثار وارد ہیں، وہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتے۔

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ (م ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں: "لا يُعْرَفُ لِلصَّحَابَةِ الْخَوْضُ فِي الْقُرْآنِ" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن مجید کے مسئلہ میں خوض ثابت نہیں ہے۔ (الكامل فی ضعفاء الرجال: 124/2) جعد بن درہم (م ۱۲۴ھ) وہ پہلا شخص تھا جس نے صفاتِ باری تعالیٰ کی نفی کی اور اسی بنیاد پر جہمیہ ومعتزلہ نے قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا انکار کیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (م ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں: "أَوَّلُ مَنْ تَفَوَّهَ بِكَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ فِي الاعْتِقَادِ الْجَعْدُ بْنُ دِرْهَمٍ مُؤَدِّبُ مَرْوَانَ الْحِمَارِ آخِرِ مُلُوكِ بَنِي أُمَيَّةَ، فَقَالَ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَتَكَلَّمُ" سب سے پہلے عقیدے کے باب میں بیہودہ بات جعد بن درہم نے کی جو آخری اموی خلیفہ مروان الحمار کا مؤدِّب تھا، چنانچہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرماتا۔ (الوسائل فی معرفة الأوائل: ۱۳۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "أَصْلُ هَذِهِ الْمَقَالَةِ - مَقَالَةِ التَّعْطِيلِ

لِلصِّفَاتِ - إِنَّمَا هُوَ مَأْخُوذٌ عَنْ تَلَامِذَةِ الْيَهُودِ وَالْمُشْرِكِينَ وَضُلَّالِ الصَّابِئِينَ؛ فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ حُفِظَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ هَذِهِ الْمَقَالَةَ فِي الْإِسْلَامِ هُوَ الْجَعْدُ بْنُ دِرْهَمٍ وَأَخَذَهَا عَنْهُ الْجَهْمُ بْنُ صَفْوَانَ ، وَأَظْهَرَهَا فَنُسِبَتْ مُقَالَةُ الْجَهْمِيَّة إِلَيْهِ وَقَدْ قِيلَ إِنَّ الْجَعْدَ أَخَذَ مَقَالَتَهُ عَنْ أَبَانَ بْنِ سَمْعَانَ وَأَخَذَهَا أَبَانُ عَنْ طَالُوتَ بْنِ أُخْتِ لَبِيدِ بْنِ الْأَعْصَمِ وَأَخَذَهَا طَالُوتُ مِنْ لَبِيدِ بْنِ الْأَعْصَمِ: الْيَهُودِيِّ السَّاحِرِ الَّذِي سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ" صفاتِ باری تعالیٰ کی نفی کا موقف یہود ومشرکین اور گمراہ صابئین کے شاگردوں کی کارستانی ہے۔ اسلام سے منسوب لوگوں میں سب سے پہلے جعد بن درہم سے یہ مذہب نقل ہوا ہے، اور اس سے جہم بن صفوان نے لیا اور خوب پھیلایا، اس لیے جہمیہ کی نسبت اس کی طرف کی جاتی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ جعد نے یہ موقف ابان بن سمعان سے لیا تھا، اور ابان نے طالوت سے، اور طالوت نے اپنے ماموں لبید بن اعصم یہودی سے، اور یہ وہی یہودی ہے جس نے نبی کریم ﷺ پر جادو کیا تھا! (الفتوى الحموية الكبرى : 232)

چنانچہ جب جعد اور اس کے متبعین کی طرف سے قرآن مجید کو مخلوق کہنے کا آغاز ہوا تو اہل السنۃ نے شد و مد سے اس کی نفی کی اور اُن کے اس کفریہ قول کا رد کیا۔ بلکہ جتنی بڑی تعداد میں اس بدعت کا رد اور اس کے قائلین کی تکفیر ائمہ سے منقول ہے، اور کسی مسئلے میں ایسا نہیں ہے۔

امام ابوبکر الآجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اعْلَمُوا رَحِمَنَا اللَّهُ وَإِيَّاكُمْ أَنَّ قَوْلَ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ لَمْ يُزِغْ قُلُوبَهُمْ عَنِ الْحَقِّ، وَوُفِّقُوا لِلرَّشَادِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ؛ لِأَنَّ الْقُرْآنَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ، وَعِلْمُ اللَّهِ لَا يَكُونُ مَخْلُوقًا، تَعَالَى اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ" جان لیجیے۔ اللہ ہم پر اور آپ پر رحم فرمائے۔ کہ جن مسلمانوں کے دل حق سے پھرے نہیں ہیں اور جو ہر دور میں ہدایت یافتہ رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔ کیونکہ

قرآن مجید اللہ کا علم ہے، اور اللہ کا علم مخلوق نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ اس بات سے بلند ہیں۔

(الشريعة : 489/1)

شیخ الاسلام ابوعثمان الصابونی رحمہ اللہ (م ۴۴۹ھ) فرماتے ہیں: "ويشهد أصحابُ الحديث، ويعتقدونَ: أنَّ القرآنَ كلام الله وكتابُه، وخِطابُه، ووحيُهُ، وتنزيلُهُ، غيرُ مخلوقٍ" اہلِ حدیث اس بات کی گواہی دیتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام، اس کی کتاب، اس کا خطاب، اس کی وحی اور اس کی طرف سے نازل شدہ ہے، مخلوق نہیں ہے۔ (عقيدة السلف وأصحاب الحديث، نص : 6)

بلکہ ائمہ اہلِ سنت نے اُن لوگوں پر بھی شدید رد کیا جو قرآن مجید کو اللہ کا کلام تو کہتے تھے مگر مخلوق ہے یا مخلوق نہیں ہے؛ اس کی وضاحت نہیں کرتے تھے۔ انھیں الواقفة (رُک جانے والے) اور الشَّاكَّة (شک کرنے والے) کہا گیا ہے۔ کیونکہ حق اور باطل کے معرکے میں حق کا ساتھ دینا لازمی ہوتا ہے، نیوٹرل (Neutral) رہنے یا گول مول باتیں کرنے سے باطل کی سہولت کاری ہوتی ہے، اور ائمہ محدثین کا یہ مزاج نہیں تھا۔

امام ابوداود السجستانی رحمہ اللہ (م ۲۷۵ھ) بیان کرتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: اگر کوئی بندہ کہے کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور آگے خاموش رہے (غیر مخلوق نہ کہے) تو اسے چھوٹ ہے؟ فرمایا: "وَلِمَ يَسْكُتُ؟ ! لَوْلَا مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ، كَانَ يَسَعُهُ السُّكُوتُ، وَلَكِنْ حَيْثُ تَكَلَّمُوا فِيمَا تَكَلَّمُوا، لِأَيِّ شَيْءٍ لَا يَتَكَلَّمُونَ" خاموش کیوں رہے گا؟! اگر بدعتی اس مسئلے کو نہ اٹھاتے تو اس کی خاموشی روا تھی، مگر جب ان (بدعتیوں) نے بولنا شروع کر دیا ہے، تو یہ (سنی) لوگ کیوں نہیں بولتے؟!

(مسائل الإمام أحمد : 1705)

امام ابوبکر الآجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَأَمَّا الَّذِينَ قَالُوا: الْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ وَوَقَفُوا فِيهِ وَقَالُوا: لَا نَقُولُ: غَيْرُ مَخْلُوقٍ، فَهَؤُلَاءِ عِنْدَ كَثِيرٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ

مِـمَّنْ رَدَّ عَلَى مَنْ قَالَ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ ، قَالُوا: هَؤُلَاءِ الْوَاقِفَةُ: مِثْلُ مَنْ قَالَ: الْـقُـرْآنُ مَخْلُوقٌ وَأَشَرُّ؛ لِأَنَّهُمْ شَكُّوا فِي دِينِهِمْ ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِمَّنْ يَشُكُّ فِي كَلَامِ الرَّبِّ: إِنَّهُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ" اور جن لوگوں نے کہا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، اور رُک گئے، اور کہا ہم "غیــرُ مَخلوق" کے چکر میں نہیں پڑتے تو یہ قائلینِ خلقِ قرآن کا رد کرنے والے بہت سے علماء کے نزدیک واقفہ (رُک جانے والے) قرار پائے۔ ان کی مثال قرآن کو مخلوق کہنے والوں سے بدتر ہے، کیونکہ یہ اپنے دین کے متعلق شک میں مبتلا ہیں، اور ہم اس بات سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں کہ کوئی اپنے رب کے کلام کے مخلوق نہ ہونے پر شک میں پڑ جائے۔ (الشريعة : ١/ ٥٢٦)

بلکہ کبار ائمہ اسلام مثلاً احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، قتیبہ بن سعید، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم رحمہم اللہ نے بالاتفاق واقفہ کو جہمیہ یا اُن سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: (الشــريـعة للآجری : 526/1)

مسئلۂ خلقِ قرآن ہی وہ مسئلہ ہے جس نے امام احمد رحمہ اللہ کو امام اہل السنۃ والجماعۃ بنایا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس عقیدے کی خاطر یکے بعد دیگرے تین حکمرانوں کی اذیتوں پر صبر کیا۔ اہل السنۃ کا ہر فرد تا قیامت اُن کا احسان مند ہے، اور ان کے بارے میں زبان درازی بدعتی ہونے کی علامت ہے۔ امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (م۲۴۰ھ) فرماتے ہیں: "إذا رأيـتَ الـرجـل يُحب أَحمد بن حَنبل ، فاعلم أَنه صاحبُ سُنَّة وجماعة" جب تم کسی شخص کو احمد بن حنبل سے محبت کا دم بھرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہے۔ (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 308/1)

امام محمد بن ہارون الفلاس رحمہ اللہ (م۲۶۵ھ) فرماتے ہیں: "إذا رأيت الرجل يقع فی أحمد بن حنبل فأعلم أنه مبتدع ضال" جب تم کسی شخص کو احمد بن حنبل پر طعن کرتے ہوئے دیکھو تو سمجھ جاؤ کہ وہ بدعتی گمراہ ہے۔ (أيضًا : 309/1)

محنۃ خلق القرآن یعنی امام احمد رحمہ اللہ کی آزمائش پر بعض اہلِ علم نے مستقل کتب لکھی ہیں جن میں کتاب المحنة لحنبل بن إسحاق (م۲۷۳ھ) اور محنة الإمام أحمد لعبدالغنی المقدسی (م۶۰۰ھ) سرِفہرست ہیں۔ فجزا الله عن المسلمين خيرًا

یہاں یہ بات ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ عقیدہ خلقِ قرآن محض ایک تاریخی دستاویز نہیں ہے، نہ ہی یہ صرف جہمیہ و معتزلہ کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ حلولیہ، خوارج اور روافض کا بھی مذہب ہے۔ اسی طرح اشاعرہ، ماتریدیہ اور فلاسفہ کے مذاہب کا نتیجہ و ماحصل بھی یہی ہے۔ (ملاحظہ ہو: موسوعة العقيدة والأديان والفرق والمذاهب المعاصرة: 2362/5)

اسی طرح اباضیہ، زیدیہ اور حوثیوں کا بھی یہی موقف ہے جس کا وہ کھل کر پرچار کرتے ہیں۔ بلکہ صاحبِ "ظلال القرآن" نے بھی شرعی علوم میں بے بضاعتی کے سبب اس باب میں زبردست ٹھوکر کھائی ہے۔ (ملاحظه هو: ظلال القرآن: 38/1، 2719/5، 3000/6، وغيـــره) مجھے ہمارے فاضل دوست حافظ محمد طاہر وفقہ اللہ نے ایک پاکستانی خاتون کی تفسیر دکھائی جو سوالاً جواباً لکھی گئی ہے۔ اس کی ابتداء ہی میں یہ سوال ہے کہ قرآن مجید کس کی تصنیف ہے؟! فيا للجهل بعقائد أهل السنة!! اس لیے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کو نشر کرنے کی ضرورت ہر دور میں ہے، کسی بیوقوف کو یہ خیال نہ گزرے کہ عقیدے کی کتب میں کی گئی بحثیں اب غیر متعلقہ ہو چکی ہیں۔ بدعات رنگ بدل لیتی ہیں، شبہات نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں، مگر اہل السنۃ والجماعۃ کے ٹھوس اصول دائمی ہیں، جو قیامت تک کے لیے امان ہیں۔ اہل السنۃ کا مذہب ہی علم ہے اور اس کے سوا سب جہالت ہے۔ یہ اللہ کا نور ہے اور باقی سب اندھیرا ہے۔ واللہ متم نورہ!